گناہوں سے برباد کرتا ہوں۔ تو یہ مجھے کلمہ شہادت اور استغفار سے ہلاک کرتا ہے۔ تو میں اسے خواہشات میں مبتلا کر دوں گا کہ جو جی چاہے وہ کرے اسے خواہش کہتے ہیں، جس میں بہت سے کام گناہ ہوتے ہیں، مگر یہ پھر بھی اسے خواہش سمجھتا ہے۔ گناہ نہیں سمجھتا اور ہلاکت کے گڑھے میں چلا جاتا ہے۔ بہر حال اس وقت بھی شدائد اور پریشانیوں کا علاج خدا کی طرف رجوع میں ہے قوم یونس کو عذاب خداوندی محسوس ہو گیا۔ نشانات نظر آئے تو ساری قوم باہر نکل آئی، گڑگڑا کر رونے لگی عذاب خداوندی ٹل گیا تو اللہ کو عذاب لانا اور پھر ہٹا دینا بھی آسان ہے۔ فرماتے ہیں، مایفعل اللہ بعذابکم ان شکرتم وآمنتم۔ اسے تمہیں عذاب میں ڈالنے سے کیا کام بشرطیکہ تم مومن اور شکر گذار بن جاؤ۔ اس کی نعمتوں کا کچھ تو شکر ادا کرو۔ حضورؐ نے فرمایا، لایؤمن احدکم حتی یکون ھواہ تبعاً لما جئت بہ۔ خواہش جو بھی ہو اس کے بارہ میں حضورؐ کی شریعت سے پوچھنا ہوگا۔ رمضان شریف میں پیاسے پی سکتا ہوں، روٹی کھا سکتا ہوں بھوک لگی ہے۔ سب کچھ موجود ہے مگر خواہش پر پابندی ہے۔ شریعت نے اجازت نہیں دی۔ اسی طرح احتیاج ہے، ضرورت ہے مگر پرایا مال ہے اس لئے ہاتھ نہیں لگا سکتا۔ خواہش کو شریعت کے تابع نہ بنائیے تو ایمان کا دعویٰ غلط ہے۔ ابن المنتفق صحابیؓ ہیں، کہتے ہیں کہ میں نے حضورؐ کا ذکر سنا، ملنے کی تمناتھی، حج پر گیا اس لئے کہ حضورؐ تشریف لے گئے تھے۔ منیٰ میں تلاش کیا مگر حضورؐ کو نہ دیکھ سکا۔ لوگوں نے کہا عرفات میں دیکھ سکو گے۔ وہاں لوگ ارد گرد جمع تھے دھکم پیل میں پہنچا کسی نے ڈکا کہ ادب سے کام لو حضورؐ موجود ہیں کہ یہاں تو رفع صوت بھی حبط اعمال کا سبب ہے۔ حضورؐ نے دیکھ کر فرمایا کہ اعراب میں سے ہے۔ چھوڑ دو اسے کہ آ جائے، آکر حضورؐ سے پوچھا کہ جنت کیسے ملے گی اور جہنم سے کیسے بچوں گا۔ حضورؐ نے فرمایا دیہاتی عقلمند ہے، سوال مختصر ہے مگر بہت گہرا ہے۔ فرمایا:

۱۔ شرک مت کرو کہ سب کچھ اس عالم میں اللہ کی طرف سے ہے۔ اعبد واللہ ولاتشرک
اس کی ذات، افعال، اعمال، کمالات میں کوئی شریک نہیں۔

۲۔ دوسری بات یہ فرمائی۔ اقم الصلوٰۃ نماز کسی وقت معاف نہیں ہوتی۔ بیٹھ کر پڑھ لو، نہ پڑھ سکو تو اشارہ سے پڑھ لو۔ اس کی معافی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بیماری بھی ہو تب بھی اس کی بیشمار نعمتوں میں ڈوبے ہوئے ہو۔ اب اگر مالک کا در چھوڑ دو تو کہاں جاؤ گے۔ نماز تو اللہ کے در پر حاضری اور سلامی ہے۔ قلب اور قالب دونوں سے عاجزی ہے۔ اللہ کی طرف رجوع ہے۔ اس

پر مال و دولت خرچ نہیں ہوتا پھر یہ بھی نہ کر سکو تو دعویٰ ایمانی کیسے کرتے ہو۔؟
۳۔ تیسری چیز زکوٰۃ یعنی مال سے حق اللہ کی ادائیگی کی تاکید کی۔
۴۔ چوتھی بات یہ فرمائی: ان تحب لاخیک ما تحب لنفسک۔ جو اپنے لئے پسند کرو دوسروں کے لئے بھی وہی پسند کرو۔ دوسروں کو ضرر پہنچانے کی خواہش مسلمانی نہیں۔ دوسروں کو برا کہو تو خود اپنی حالت پر بھی سوچا کرو۔

اب چند باتیں ہمارے ذمہ ہیں۔ ۱۔ کلمہ شہادت اور الحمدللہ کہ سب مومن ہیں پڑھتے ہیں۔ ۲۔ نماز جو سب پر فرض ہے اس میں مالدار اور غیر مالدار کا فرق نہیں۔ ۳۔ زکوٰۃ جو صرف مالداروں اور صاحب نصاب پر ہے۔ اور جو زکوٰۃ بھی نہ دے سکیں تو کم از کم نماز اور چوتھی بات کا تو پورا لحاظ رکھیں۔ اور وہ یہ کہ دل کا آئینہ تمام مسلمانوں کے لئے صاف رکھے محبت سے لبریز رکھے، دوسروں سے محبت اور ہمدردی کا جذبہ اپنی بھلائی ہے۔ واللہ فی عون العبد ما دام العبد فی عون اخیہ یہ تو اللہ نے اپنی مدد فرمانے کا راستہ بتلا دیا۔ اور اگر تم دوسروں کی بیخ کنی میں لگے تو خدا تیری بھی کر دے گا۔ دوسروں کی عیب جوئی کرو تو خدا تمہارے عیوب کھول دے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اعمال صالحہ اور اپنی زندگی کو رضائے مولیٰ کے حصول کا ذریعہ بنا دے۔ آمین۔


## الحق کی پکار پر لبیک کہیے !

آپ اگر الحق کو دعوت و اعلاء کلمۃ اللہ کا ایک ذریعہ سمجھتے ہیں تو صرف اس کے پڑھنے پر اکتفا نہ کیجئے بلکہ آپ کا دینی فریضہ ہے کہ اس آوازۂ حق کو زیادہ سے زیادہ وسیع مستحکم اور مؤثر بنانے میں ہماری مدد کریں ہم کیسے نامساعد حالات اور وسائل کی کمی میں حق کا یہ چراغ جلائے ہوئے ہیں؟ اس کا اندازہ آپ کو نہیں۔ آئیے! اسے مادی وسائل اور ظاہری و معنوی لحاظ سے کامیاب تر بنانے میں ہماری مدد کیجئے اور وہ اس طرح کہ:

۱۔ ہر قاری دو چار خریدار بنا کر زر سالانہ ۸ روپیہ کے حساب سے دفتر کو بھیجے یا پھر وی پی کے لئے لکھے۔ ۲۔ اپنے اثر و رسوخ سے اس کیلئے اشتہارات مہیا کیجئے۔ ۳۔ حسب استطاعت الحق کی مالی مدد کیجئے۔ ۴۔ اسے عزیز و اقارب، احباب قومی و ملی اداروں اور اہم افراد کے نام جاری کروائیے اس طرح آپ تبلیغ کے اس قلعے کی حفاظت میں براہ راست شریک ہو سکیں گے۔

الحق آپ سے حق نوازی کی اپیل کرتا ہے۔ (ادارہ)

# تہذیبِ جدید اور تہذیبِ اسلامی

شہور نومسلم انگریز محمد مارمیڈیوک پکتھال
کے قلم سے

تہذیبِ جدید نے مسلمانوں کے قلوب واذہان میں ایک ابتری پیدا کردی ہے وہ اس تہذیب سے اس لئے گریزاں ہیں کہ وہ اسے قربانی وایثار کی بجائے حرص وطمع اور سود خواری کا ایک مظہر سمجھتے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ اس سے علیحدہ رہ کر اپنی راہِ نجات تلاش کریں۔ آج اکثر کاموں اور پیشوں کے لئے انہیں کوئی مذہبی جواز نظر نہیں آتا۔ تجارت آج ایک گلوتراش مقابلہ اور دروغ بافی کا کاروبار بن کر رہ گئی ہے۔ قانون محض حیلہ بن کر رہ گیا ہے۔ سائنس کو خود غرضی اور ہلاکت آفرینی کا آلہ بنا لیا گیا ہے۔ الغرض قرآن حکیم کے الفاظ میں :

اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰٓی ۙ اَنْ رَّاٰہُ اسْتَغْنٰی ؕ انسان باغی ہے اور وہ اپنے آپ کو آزاد و مختار سمجھتا ہے۔

لیکن مسلمانوں کے لئے زندگی کے میدان سے یوں کنارہ کشی کی کوئی وجہ نہیں ہے بلکہ مسلمانوں کو لازم ہے کہ وہ ان ناساعد حالات کے خلاف میدانِ عمل میں سینہ سپر ہو جائیں کیونکہ اسلام کی غایت الغایات ہی انسانوں کو اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کی حلقہ بگوشی میں لے آنا ہے۔ جہاد کے تصور اور عمل اور وسائل جائزہ میں تطابق پیدا کرنا وقت کی ضرورت ہے اور ایسا محض اسلامی ادارات و شعائر کے احیائے جدید ہی سے کیا جا سکتا ہے۔

اگر موجودہ سوسائٹی کی بنا رسود ہے تو مسلمانوں کو چاہئے کہ آج ایک ایسا معاشرہ قائم کر دکھائیں جس میں سود ناپید ہو۔ اگر قانونِ شریعت آج محض حیلہ سازی کا نام رہ گیا ہے۔ تو مسلمانوں کو چاہئے کہ قانونِ شریعت کو دوبارہ استوار کریں۔ اور کم از کم اپنے معاشرہ میں قانونِ شریعت ہی کی متابعت کو اپنے اوپر لازم کر کے اسے دین و دنیا کی کامرانیوں کا ذریعہ بنائیں۔ اگر موجودہ نظام بنک کاری مسلمانوں